WWW.AHLULHADEETH.NET

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسلام میں داڑھی کا مقام

## ابتدائیہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، والصَّلَاةُ والسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِهِ وَاٰلِهِ

وَاَصْحَآبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿

امابعد! اللہ تعالیٰ نے انسان کی بناوٹ نہایت بہتر اور پسندیدہ بنائی ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَا نَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴾

[ سورة التین : ٤ ]

''ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔''

ثابت ہوا کہ جو انسان کی صورت اور ساخت ہے وہ نہایت بہترین و پسندیدہ ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا بنایا ہے ۔دونوں میں ظاہری تمیز کے لئے مردوں کو داڑھی والا بنایا ہے جس سے مرد کا حسن اور رعب دوبالا ہو جاتا ہے۔گویا کہ مرد کے چہرے کا تاج ہے اس لئے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر ایک مذہب خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم لیکن ان کا بڑا داڑھی والا ہوتا ہے۔گویا کہ فطری طور پر انسان داڑھی کو اپنے لئے موجب عزت جانتا ہے کیونکہ یہ رنگ الٰہی ہے جس کے برابر کوئی رنگ نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾

[ البقرہ : ١٣٨ ]

''اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور بتلاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے؟''

اور جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کے لئے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے۔چنانچہ علامہ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ الموسوم میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین ساوی نہایت خوبصورت شخص تھا چنانچہ ایک عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور کسی بہانے سے اس کو اپنے گھر میں بلا لیا اور اندر آنے کے بعد دروازے بند کروادیئے اور پھر شیخ کو اپنی طرف برائی کے لئے بلایا۔شیخ موصوف نے بچنے کی بڑی کوشش کی لیکن جب خلاصی کے لئے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس نے پہلے بیت الخلا جانے کا ارادہ کیا اور اندر جا کر جیب سے استرا نکالا اور اس سے اپنی داڑھی کو مونڈھ دیا جب باہر نکلا تو عورت کو اس کی شکل اتنی بری لگی کہ اس سے متنفر ہوگئی اور وہ برائی سے بچ کر سلامتی سے باہر آ گیا۔

قارئین! غور فرمائیں جب ذہن صاف تھا تو الٰہی بناوٹ سب کو اچھی لگتی تھی۔جب ذہن گندا ہو گیا تو اچھی شکل بری اور بری شکل اچھی نظر آنے لگی۔دراصل شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرأت کی اور کہا:

﴿ لَاَ تَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعٰمِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ﴾

[ سورة النساء : ١١٨-١١٩ ]

”میں ضرور تیرے بندوں میں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔“

یعنی اس نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے جو طریقے اور ذرائع بتائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کو ایسی تعلیم دے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدلیں گے۔ثابت ہوا کہ داڑھی مونڈنا یا کاٹنا شیطان کی پیروی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

اور ارشاد الٰہی ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ اَكْثَرَالنَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

[ الروم : ۳۰ ]

”اللہ کی بناوٹ اور پیدائش کی اتباع کرو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اس کی بناوٹ کی تبدیلی نہیں ہے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ”حجة اللّٰہ البالغہ (۱/۱۵۲)“ میں فرماتے ہیں:

((وَقَصُّهَا أَی اللِّحْيَةِ سُنَّةُ الْمَجُوْسِ وَفِيْهِ تَغْيِيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ))

یعنی داڑھی کو کاٹنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش اور بناوٹ کو بدلنا ہے۔اور اس طرح داڑھی کو مونڈنا اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کرنا ہے۔جس پر سخت وعید آئی ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))

[ رواه البخاری ، كتاب اللباس ، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال حديث : ۵۸۸۵]

”نبی ﷺ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت (مسند احمد، ابو دائود كتاب اللباس باب فی لباس النساء : ۴۰۹۷، ابن ماجه) میں اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِساءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ))

[ جامع ترمذی، كتاب الأدب، باب ما جاء فی المتشبهات بالرجال من النساء، حديث:۲۷۸۴ ]

”اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

ناظرین! جس کام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو وہ بہت کبیرہ اور خطرناک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' (۱/۱۵۵) میں اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظاہر میں داڑھی مرد کی خصوصی طور پر پہچان ہے اور داڑھی کا نہ ہونا عورت کی خصوصی طور پر پہچان ہے پس جو شخص داڑھی کو مونڈواتا ہے وہ یقیناً عورت سے مشابہت کرتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''احیاء علوم الدین'' (۲/۲۵۷) میں فرماتے ہیں:

«وَبِهَا أَيِ اللِّحْيَةِ يَتَمَيَّزُ الرِّجَالُ مِنَ النِّسَاءِ»

یعنی اس داڑھی سے مرد عورتوں سے جدا ہوتے اور پہچانے جاتے ہیں۔ پس وہ اس وعید شدید میں داخل ہے اور داڑھی سب انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي﴾ [طه : ۹٤]

''اے میرے بھائی! تم میری داڑھی مت پکڑ و اور نہ سر (کے بال) کو پکڑو۔''

نیز ''الدر المنثور'' (۱/۶۲) میں آدم اور موسیٰ علیہما السلام دونوں کی داڑھی مبارک کا ذکر ہے اور سابق انبیاء علیہم السلام کی پیروی کا بھی حکم ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾

[الانعام : ۹۰]

''یہ (انبیاء) ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے۔''

ماسوا ان کاموں کے جن کو ہماری شریعت محمدی ﷺ نے منسوخ کیا ہو لیکن داڑھی کے حکم کو اس شریعت نے منسوخ نہیں کیا بلکہ ثابت رکھا اور اس کی تاکید فرمائی چنانچہ ہمارے مرشد اعظم سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ کی داڑھی مبارک آپ کے سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی، شمائل ترمذی باب ماجاء فی رؤیة النبی ﷺ فی المنام میں یزید فارسی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضِّحْكِ جَمِيلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ قَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ قَالَ عَوْفٌ وَلَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا»

''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ابن عباس سے ذکر کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میری مشابہت رکھنے

کی طاقت نہیں رکھتا پس جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا پس تو اس شخص کی صفت بیان کر سکتا ہے جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے؟ کہا ہاں، درمیانے قد والا، گندمی رنگ سفیدی کی طرف مائل، آنکھیں بڑی گویا کہ سرمہ ڈالا ہوا ہو، خوبصورت مسکراہٹ اور شکل، گول چہرہ اور داڑھی مبارک جو سینے کو بھرے ہوئے تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تو جاگتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھتا تو ان صفات کے سوا اور صفات بیان نہیں کر سکتا تھا۔''

اسی طرح مشہور چار خلفاء ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بھی بڑی داڑھیاں تھیں، جیسا کہ '' طبقات ابن سعد'' (۲۵۲٦۵۸/۳) ''الاصابه لابن الحجر'' (۵۱۱،۵۵/۲) ''قوت القلوب لابی طالب المکی '' (ص ۱۰۲، ۱۱٦، ۱۲۹) وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔ ایضاً داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا مشرکین اور مجوس سے مشابہت اختیار کرنا ہے اس لئے اس سے بچنا مسلمانوں کے لئے قطعاً فرض ہے کیونکہ جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے تو وہ ان میں سے شمار ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

[ الجامع صغیر ۱٦۸/۲ بحواله ابو داؤد من حديث ابن عمر بحواله طبرانی اوسط من حديث حذيفه رضی اللہ عنہ ]

اس معنی کی مزید وضاحت حدیث نمبر ا میں ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین! داڑھی کو مونڈنا اپنا مثلہ کرنا ہے یعنی اپنے آپ کو عیب دار بنانا ہے، چنانچہ امام فخر الاندلس امام ابن حزم ''مراتب الاجماع'' ص ۱۵۷ میں فرماتے ہیں:

((واتَّفَقُوْا أَنَّ حَلْقَ جَمِيْعِ اللِّحْيَةِ مُثْلَةٌ لَا تَجُوْزُ))

''امت کے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی کو مونڈنا مثلہ (عیب دار کرنا) ہے اور یہ جائز نہیں۔''

اور مثلے کی ممانعت کی بابت مستدرک حاکم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے:

((فاخرج الحاكم فى المستدرك عن عمران و الطبرانی من حديث ابن عمر و المغيرة رضی اللہ عنہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنِ الْمُثْلَةِ))

[ الجامع الصغير: ۱۸۹/۲]

''رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

مثلہ کا معنی عیب دار کرنا۔ جسم کا مثلہ یہ ہے کہ قتل کر کے اس کے ناک اور ہونٹ کاٹے جائیں اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ گالوں کے بال مونڈے یا نوچے جائیں یا اس کو سیاہ خضاب لگایا جائے، جیسا کہ لغت اور حدیث کی مشہور کتاب (النهايه فی غريب الحديث والآثار) مصنفه امام ابن الاثير الجزری (۲۹٤/۲) اور (مجمع بحار الانوار) مصنفه علامه محمد طاهر پٹنی (۲۸۹/۳) میں مذکور ہے۔ پس اس وجہ سے بھی داڑھی کا مونڈنا حرام ہو گیا بلکہ گالوں کے ساتھ مثلہ کرنے پر سخت تنبیہ وارد ہے۔

المعجم الكبير : ۱۱/ ٤١ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ مَثَّلَ بِا لشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ ))

''جس شخص نے اپنے بالوں کے ساتھ مثلہ کیا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی چیز نصیب نہیں۔''

اس روایت میں اگر چہ کچھ کلام ہے لیکن چونکہ اصل مسئلہ بے شمار دلائل سے ثابت ہے لہٰذا شواہد میں ترغیب وترہیب کے لئے ایسی روایتیں کارآمد ہوا کرتی ہیں اور (کتاب نہایہ اور مجمع البحار میں) اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

((مُثْلَةُ الشَّعْرِ حَلْقُهُ مِنَ الْخُدُوْدِ))

''بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ ان کو گالوں سے مونڈا جائے۔''

بلکہ چاروں مذاہب جن اماموں کی طرف منسوب ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور کئی آئمہ نے داڑھی مونڈنے کو حرام کہا ہے:

[ اَلْمَنْهَلُ الْعَذْبُ الْمَوْرُوْدُ لِابْنِ الْخَطَّابِ : ١٨٦/١ ۔اَلابدَاعُ فِيْ مَضَارِّ الِابْتِدَاعِ :٢٤٧ ]

ناظرین! گزشتہ مضمون میں چند احادیث ذکر ہوئیں جن میں سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت اور تاکید ظاہر ہوتی ہے اور اس کا مونڈنا اور کاٹنا قابل نفرت فعل ثابت ہوا ہے۔ سمجھدار مسلمان کے لئے اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت بڑا مواد ہے۔ اس کے بعد خاص وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے داڑھی بڑھانے کی فضیلت اور تاکید کے ساتھ ساتھ اس کے مونڈنے یا کاٹنے کی برائی اور قباحت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!!

# داڑھی بڑھاؤ اور مشرکین کی مخالفت کرو

۲۱۔((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ خَالِفُوْا الْمُشْرِکِیْنَ أَوفِرُوْا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔ اَنْھِکُوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی))

[ صحیح بخاری ، کتاب اللباس ، باب تقلیم الاظفار حدیث :۵۸۹۲، ۵۸۹۳، صحیح مسلم ،کتاب الطھارۃ ، باب خصال الفطرۃ حدیث : ۲۵۹، مشکوۃ : ۳۸ ]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مشرکین کی مخالفت کرو یعنی داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو۔''

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:''مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔''

تشریح:

اس حدیث میں داڑھی کو بڑھانے اور چھوڑ دینے کا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا امر فرضیت اور وجوب کے لئے ہوتا ہے۔جیسا کہ علمائے اصول نے بیان کیا ہے جیسا کہ''المنار مع شرحہ نور الانوار ص : ۲۳۰ ، التوضیح مع شرحہ التلویح : ۱/۱۵۳ ، اصول السرخی ص : ۱۸۵، اصول البزدوی ص : ۲۱، شرح المنار لابن الملک مع حواشی للرھاوی و عزمی زادہ وابن الحطبی : ۱۲۰، الحسامی : ۴۰ ''وغیرہ اور علامہ ابن حاجب جمال الدین''مختصر الاصول '' فرماتے ہیں:قَالَ الْجَمْھُورُ : الْأَمْرُحَقِیْقَۃٌ فِی الْوُجُوبِ)

یعنی جمہور کے نزدیک امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور شیخ ابن ہمام''حنفی التحریر ص : ۱۲۹ ''میں فرماتے ہیں:

((صِیْغَۃُ الْاَمْرِ خَاصَّۃٌ بِالْوُجُوْبِ عِنْدَ الْجَمْھُوْرِ))

یعنی امر کا صیغہ جمہور کے نزدیک خاص وجوب کے لئے ہے اور اس کی شرح التجیر مصنفہ امیر بادشاہ : ۱/۲۴۱ میں ہے:

((وَصَحَّحَہُ ابْنُ الحَاجِبِ وَالْبَیْضَاوِیُّ وَقَالَ الْاِمَامُ الرَّازِیُ ھُوَ الْحَقُّ وَالآمَدِیُّ وَاِمَامُ الْحَرَمَیْنِ لِمَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَقِیْلَ اِنَّہُ الَّذِیْ أَمْلَاہُ الْأَشْعَرِیُّ عَلٰی أَصْحَابِہِ))

یعنی علامہ ابن حاجب اور قاضی بیضاوی نے اس قول کو صحیح کہا ہے اور امام رازی، آمدی اور امام الحرمین اس قول کو حق بتلاتے ہیں اور

بعض کا کہنا ہے کہ یہی حکم (کہ امر وجوب کے لئے ہے) امام ابوالحسن اشعری نے اپنے شاگردوں کو لکھوایا (اور پڑھایا) تھا۔ پس داڑھی کا چھوڑ دینا فرض ہوا اور اس کے مونڈنے اور کاٹنے والا فرض کا تارک ہے اور فرض کا تارک فاسق شمار ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے لئے بڑی زجر وارد ہے اور ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

[ النور : ٢٤/٦٣ ]

''سو جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔''

ایضاً اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھیوں کا کٹوانا مشرکوں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور جو ان سے مشابہت کرتا ہے۔ وہ ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے جیسا کہ پہلے حدیث گزری ہے۔ پس داڑھی مونڈنے والا انسان صورت اور شکل کے لحاظ سے مشرک ہے۔

## فائدہ:

لفظ اَوْفِرُوْا اَوْفَرَ سے ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ کثرت اور بہتات تو ''اَوْفِرُوْا'' کا معنی ہوگا، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور چھوڑ دو تاکہ بال بہت زیادہ ہو جائیں جیسے ''وَفَّرَهُ تَوْفِيْراً اَكْثَرَهُ'' اس کو زیادہ کیا اور بڑھایا (ترتیب القاموس ٤/٦٣٦) دوسری روایت میں لفظ ''اَعْفُوْا'' ہے جو ''اِعْفَاْ'' سے ہے جس کا معنی ہے کہ بالوں کو چھوڑ دینا اور کچھ کم نہ کرنا۔ چنانچہ لغۃ الحدیث کی مشہور کتاب ''النهايه فی غريب الحديث'' لابن الاثير (٣/٢٦٦) باب العین مع الفاء میں ہے:

(( هُوَ أَنْ يُوَفِّرَ شَعْرُهَا وَلَا يَقُصَّ كَالشَّوَارِبِ مِنْ عَفَا الشَّعْرُ اِذَا كَثُرَ وَزَادَ ))

یعنی اعفاء اللّحی کا معنی ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے اور مونچھوں کی طرح کاٹا نہ جائے اس کا اصل اِعْفَاءُ الشَيء سے ہے۔ یعنی وہ چیز بہت اور زیادہ ہوئی ''غريب الحديث لابی عبيد'' (١/١٤٨) میں ہے:

(( اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ اَنْ تُوَفَّرَحَتّٰى تَكْبُرُيُقَالُ عَفَا الشَعْرُ اِذَا كَبُرَوَزَادَ ))

یعنی اعفاء اللحیہ کا معنی ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے تاکہ بڑی ہو جائے۔ ''فيض القدير شرح الجامع الصغير لعبد الرؤف المناوى'' (٤/٣١٦) میں ہے۔

(( وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ أَیْ اِكْثَارُهَا بِلَا نَقْصٍ وَالْمُرَادُ عَدَمُ التَّعَرُّضِ لَهَا بِشَيْءٍ مِّنْهَا ))

یعنی اس کا مطلب ہے کہ داڑھی کا زیادہ کرنا بغیر کسی گھٹانے کے۔ جس سے مراد ہے کہ اس میں کسی بال کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور علامہ شہاب الدین ابن ارسلان ابوداود کی شرح میں فرماتے ہیں:

(( وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ بِالْمَدِّ وَهُوَ تَوْفِيْرُهَا وَتَرْكُهَا بِحَالِهَا وَلَا يَقُصَّ مِنْهَا وَلَا يَاخُذُ شَيْئًا كَعَا دَةِ الْكُفَّارِ

وَالْقَلَنْدَرِيَّةِ))

[ اعفاء اللحی مصنفه شیخ محمد حیات سندھی ]

یعنی اس سے مراد ہے کہ داڑھی کو بڑھانا اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دینا یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ کاٹے جیسا کہ کفار اور قلندریہ یعنی بے دین فرقہ کی حالت ہے۔ یہی معنی لغت کی عام کتابوں میں ہے جیسا کہ الفائق للز مخشری (ص۱۳۲) والصحاح للجوھری (۶/۲۴۳۳) لسان العرب (۱۵/۷۵)، تاج العروس (۱۰/۲۴۸) وغیرھامن کتب الفن اس طرح شروح احادیث میں بھی ہے مثلاً فتح الباری (۱۰/۳۵) عمدہ القاری للعینی (۲۲/۴۷۰)، الکرمانی (۲۱/۱۱۱)، ارشاد الساری للقسطلانی (۸/۴۵۰) وغیرھا من الشروح پس داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا حکم نبوی ﷺ کے صریحاً خلاف ہے۔

## داڑھی بڑھا کر اور مونچھیں کٹوا کر مشرکین کی مخالفت کرو:

۳۔((عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْ فِرُوْا اللِّحٰى ))

[ رواہ مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة حديث :۲۵۹ ]

''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھا کر پورا کرو۔''

٤۔((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ يُعْفُوْنَ شَوَارِبَهُم وَيُحْفُوْنَ لِحَاهُم فَخَالِفُوهُمْ فَاعْفُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ )) [رواه البزار]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرک لوگ مونچھوں کو چھوڑتے اور داڑھیوں کو کاٹتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور مونچھوں کو کاٹتے رہو۔''

## تشریح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھی کا کاٹنا مشرکوں کی عادت ہے اور مسلمانوں کی عادت اس کا بڑھانا اور چھوڑ دینا ہے۔

## داڑھی بڑھا کر مجوسیوں کی مخالفت کرو:

۵۔((عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ :جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰى خَا لِفُوْالْمَجُوْسَ ))

[ صحيح مسلم ،كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة حديث:۲٦۰ ]

''ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو ڈھیل دے دو اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔''

تشریح:

ڈھیل دینے کا معنی تب صحیح ہوسکتا ہے کہ اس کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔اصل میں ارخاء بمعنی لٹکانا اور طول دینا ہے۔

((اَرْخَيْتُ السِّتْرَ وَغَيْرَهُ اِذَا اَرْسَلْتَهُ))

یعنی پردہ کو لٹکایا ''تهذيب الصحاح ''(للزنجانی (۳/۲۷۶۹)(اَرْخىٰ الْفَرَسَ وَلَهُ طُوْلٌ مِنْ حَبْلِهِ وَالسِّتْرَاَسْدَلَهُ )یعنی گھوڑے کی رسی کو لمبا کیا اور پردہ لٹکایا اور امام نووی نے شرح مسلم (۱/۱۲۹) میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

((وَمَعْنَاهُ اُتْرُكُوْا وَلَاتَتَعَرَّضُوْ لَهَا بِتَغَيُّرٍ))

یعنی اس کا معنی ہے کہ داڑھیوں کو چھوڑ دو ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ لاؤ۔

ناظرین! یہاں چار طرح کے لفظوں سے امر وارد ہے(۱)اَوْفِرُوْا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے وَفِّرُوْا (۲)اَعْفُوْا(۳)اَوْفُوْا (۴)اَرْخُوْا اور پانچواں لفظ بعض روایات میں اَرْجُوْا بھی آیا ہے اور امام نووی (حوالہ مذکورہ) قاضی عیاض سے یہ لفظ نقل کر کے پھر فرماتے ہیں:

((وَمَعْنَاهُ أخِّرُوْهَا وَاتْرُكُوْهَا))

یعنی ان کو چھوڑ ہی دو پھر امام نووی فرماتے ہیں:

((فَحصُلَ خَمْسُ رَوَايَاتٍ اَعْفُوْا وَاَوْفِرُوْا وَاَرْخُو وَاَرْجُو وَفِّرُوْ وَمَعْنَا هَا كُلِّهَا تَرْكُهَا عَلَى حَالٍ هٰذَا هُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِىْ يَقْتَضِيْهِ اَلْفَاظُهُ وَهُوَالَّذِىْ قَالَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ))

یعنی جملہ پانچ روایات ہیں ایک میں لفظ اَعْفُوْا،دوسری میں اَوْفوْا،تیسری میں اَرْخُوْا ،چوتھی میں اَرْجُوْا اور پانچویں میں وَفِّرُوْا اور سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور حدیث کے الفاظ کے معنی سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح ہمارے ساتھیوں میں سے ایک جماعت اور دیگر علماء کا بھی یہی کہنا ہے۔

تشریح:ان احادیث میں داڑھی بڑھانے اور چھوڑ دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا امر وارد ہے ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس معنی میں ہیں اتنی احادیث دیکھ کر کوئی بھی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے اس صریح حکم کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

٦۔((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰه عَنْهُمَا قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَجُوسُ، فَقَالَ: اِنَّهُمْ يُوَفُّوْنَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوهُمْ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجُزُّ سِبَالَهُ كَمَا تُجَزُّ لِشَاةٍ أَوْ لِبَعِيْرٍ))

[ اخرج ابن حبان فی صحيحه ٨/٤٠٨ ]

''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھیوں کو مونڈتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کیا کرو۔'' پس ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے جیسا کہ بکری یا اونٹ کے بال یا اون کاٹی جاتی ہے۔

## تشریح:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ داڑھی کاٹنا بے دین لوگوں کا فعل ہے نہ کہ دینداروں کا۔ علامہ شیخ عبدالحق دہلوی اللمعات شرح المشکوٰۃ (۲/۶۷) باب السواک میں علامہ التوربشتی سے نقل کرتے ہیں:

«قَصُّ اللِّحْيَةِ كَانَ مِنْ صُنْعِ الْاَعَاجِمِ وَهُوَ الْيَومَ شِعَارُ كَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ كَالْاِفْرَنْجِ والْهُنُوْدِوَمَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِيْ الدِّيْنِ مِنَ الْفِرْقَةِ الْمَوْسُومَةِ بِالْقَلَنْدَرِيَةِ طَهَّرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ حَوْذَةَ الدِّيْنَ »

یعنی داڑھی کا کاٹنا شروع سے بے دین لوگوں کی پہچان رہی ہے اور آج کل مشرکوں کی عادت اور پہچان ہے۔ مثلاً فرنگی، ہندو اور قلندری فرقہ جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ دینی ماحول کو ان سے پاک رکھے۔ آمین۔

## داڑھی رکھنا اور مونچھیں کاٹنا حکم رسول ہے

۶۔ «عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ اُمِرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ »

[صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، حديث :۲۵۹]

ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو مونچھوں کو کاٹنے اور داڑھی کو چھوڑ دینے کا حکم ہوا ہے۔

## تشریح:

رسول اللہ ﷺ کو امر کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھیوں کو بڑھانے کا حکم خود اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی طرف سے ہے کوئی مسلمان اس کے حکم کی عدولی اور نافرمانی نہیں کر سکتا۔

۷۔ « وَابْنُ عَدِيِّ عَنْ عَمرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَن جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحى »

[ رواه البيهقى فى شعب الايمان ،الجامع الصغير:۱۲/۱ ]

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔''

## داڑھی نہ رکھنا یہودیوں کی مشابہت:

۸۔《عَنْ اَنسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ》

[ رواہ الطحاوی فی شرح معانی الاثار:۲/ ۳۳۳ ]

''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور یہودیوں کیساتھ مشابہت نہ کیا کرو۔''

## تشریح:

اس روایت میں کچھ کلام ہے لیکن بے شمار ایسی صحیح احادیث کے ساتھ تائید سے حسن بن جاتی ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی کو مونڈنا یہودیوں سے مشابہت کرنی ہے اس لئے مسلمانوں کو انکی مشابہت سے بچنا چاہیے بلکہ مسلمانوں کی جو امتیازی شان ہے یعنی داڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو کاٹنا اس کو قائم رکھنا چاہیے۔

## فطرت کی دس چیزیں

۹۔《عَنْ اُمِّ الْمُوْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِن الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ ،وَاِعْفَاءُ الِلّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ ،وَقَصُّ الاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ، قَالَ: زَكَرِيَّاءُ: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ 》

[ صحيح مسلم ،كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة ،حديث :٢٦١ ]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''دس خصلتیں فطرت اسلامیہ میں سے ہیں:
(۱)مونچھیں کاٹنا(۲)داڑھی کو چھوڑ دینا(۳)مسواک کرنا(۴)وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا(۵)ناخن کاٹنا(۶)انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا(۷)بغل کے بال نوچنا(۸)زیر ناف بال مونڈنا(۹)استنجا کرنا۔راوی مصعب بن شیبہ کہتا ہے کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے شاید کلی کرنا ہو۔''

## تشریح:

امام نووی رحمہ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت (صفحہ مذکورہ) میں فرماتے ہیں:

《وَاَمَّا قَوْلُهُ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا أَن تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ فَهٰذَاشَكٌّ مِّنْهُ فِيها قَالَ الْقَاضِیْ عِياضُ وَلَعَلَّهَا الْخِتَانُ الْمَذْكُوْرُ مَعَ الْخَمْسِ وَ هُوَأَوْلٰی 》

یعنی راوی مصعب کا یہ قول کہ ''شاید کلی ہو'' یہ اس کے شک اور گمان کی بنا پر ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد ختنہ ہو۔ چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں ایک دوسری حدیث ہے جس میں پانچ چیزیں فطرت بتائی گئی ہیں یعنی ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال نوچنا۔ اور یہی مراد لینا بہتر ہے یعنی ایک حدیث دوسری کی تفسیر کرتی ہے۔

ناظرین! لفظ فطرت کے معنی اہل علم نے یوں بیان کئے ہیں، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''القاموس'' (۲/۱۱۱) میں اس کا ایک معنی ''الدین'' بھی لکھا ہے اور ''النهاية'' لابن الاثیر (۳/۴۵۷) میں ہے کہ:

«عَشْرٌ مِنَ الفِطْرَةِ أَيْ مِنَ السُّنَّةِ يَعْنِيْ سُنَنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الَّتِيْ أُمِرْنَاأَنْ نَقْتَدِيَ بِهِمْ »

اور ''مجمع بحار الانوار'' (۳/۸۵) میں ہے:

«أَيْ مِنَ الْسُّنَّةِ الْقَدِيْمَةِ الَّتِيْ إِخْتَا رَتْهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّرَائِعُ»

اور فتح الباری (۱۰/۳۳۹) باب ''قَصِّ الشَّا رِبِ مِنْ كِتَابِ اللِّبَاسِ'' کی شرح میں ہے:

«قَالَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ إِلىٰ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْفِطْرَةِ هُنَاالسُّنَّةُ وَكَذا قَالَ غَيْرُهُ قَالُوْا وَالمَعْنىٰ أَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ الدِّيْنُ وَبِهِ جَزَمَ أَبُوْنُعَيمٍ فِى الْمُسْتَخْرَجِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِى( شَرْحِ الْمُهَذَّبِ) جَزَمَ الْمَاوَرْدِيُّ وَالشَّيْخُ أَبُو إِسْحَاقَ بِاَنَّ الْمُرَادَمِنَ الْفِطْرَةِ فِى هذَا الْحَدِيْثِ الدِّيْنُ ، وَقَالَ أَبُوْ شَامَةَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْفِطْرَةِ فِيْ حَدِيْثِ الْبَابِ أَنَّ هذِهِ الْأَشْيَاءَ إِذَا فُعِلَتْ اِتَّصَفَ فَاعِلُهَا بِالْفِطْرَةِ الَّتِى فَطَرَ اللّٰهُ الْعِبَادَ عَلَيْهَا وَحَثَّهُمْ عَلَيْهَا وَاسْتَحَبَّهَا لَهُمْ لِيَكُونُوا عَلىٰ أَكْمَلِ الصِّفَاتِ وَأَشْرَفِهَا صُورَةً وَقَالَ الْبَيْضَاوِيُّ هِيَ السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِى اِخْتَارَتْهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهِ الشَّرَائِعُ فَكَاَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوا عَلَيْهَا»

علامہ جلال سیوطی تنویر الحوالک شرح موطا الامام مالک (۲/۲۱۹) میں فرماتے ہیں:

« وَاَحْسَنَ مَا قِيْلَ فِىْ تَفْسِيْرِ الْفِطْرَةِ أَنَّهَا السُّنَّةُ الْقَدِيْمَةُ الَّتِى اِخْتَارَهَا الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ فَكَاَنَّهَا أَمْرٌ جِبِلّيٌّ فُطِرُوا عَلَيْهَا »

ان عبارات کا خلاصہ ومطلب یہ ہے کہ لفظ فطرت کے دو معنی علماء سے مشہور ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد دین ہے اور دوسرا یہ کہ وہ طریقہ جو سب انبیاء علیہم السلام کا ہے جن کی اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے اور انہوں نے اس طریقے کو اختیار کیا ہے اور جملہ شریعتیں اس امر پر متفق رہی ہیں۔ اور جب انسان اس طریقہ کو عمل میں لائے گا جس سے انسان پہچانا جائے کہ وہ الٰہی فطرت پر ہے گویا کہ یہ انسان کی کامل صفتیں ہیں جو ان کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں ان عبارات سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوئی کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی والا انسان بے دین سمجھا جائے گا اور جب کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور سب شریعتیں

اس پر متفق ہیں تو پھر بغیر داڑھی رہنا اوراس کو نہ چھوڑ نا سب انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی اور جمیع شریعتوں کے ساتھ بغاوت ہے اور داڑھی سے انسان پہچانا جاتا ہے کہ وہ اصلی فطرت اسلامی پر قائم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت دے۔ آمین

## رسول اللہ ﷺ کا داڑھی منڈے آدمی سے چہرہ انور پھیر لینا:

تاریخ ابن جریر میں قصہ مذکور ہے کہ یمن کے شہزادے نے شاہ ایران کسریٰ کے حکم سے دو فوجیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا:

«وَدَخَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَلَّقَا لِحَاهُمَا وَاَعْفَيَا شَوَارِبُهُمَا فَكَرِهَ النَّظَرَ اِلَيْهِمَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ وَيْلَكُمَا مَنْ اَمَرَكُمَا بِهٰذَا قَالَا اَمَرَنَا بِهٰذَا رَبُّنَا يَعْنِيَانِ كِسْرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لٰكِنَّ رَبِّىْ قَدْ اَمَرَنِىْ بِاِعْفَاءِ لِحْيَتِىْ وَقَصِّ شَارِبِىْ »

[ تاريخ ابن جرير: ۳/ ۹۱۔۹۰ ]

’’وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھنا ہی پسند نہیں کیا پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر مخاطب کیا کہ تم دونوں کے لئے ویل (عذاب) ہے کس نے تم کو اس کا حکم دیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہمارے رب یعنی کسریٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی چھوڑنے کا اور اپنی مونچھوں کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔‘‘

تشریح: یہ روایت ابن کثیر نے اپنی تاریخ ’’البدایہ والنہایہ‘‘ (۴/ ۲۷۰) میں بھی ذکر کی ہے۔ اور اس حدیث سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔

(الف) ثابت ہوا کہ داڑھی مونڈھنا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے اور داڑھی مونڈھے کی طرف آپ ﷺ نظر اٹھا کر دیکھنے کو بھی برا جانتے تھے۔

(ب) جو داڑھی مونڈھے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں وہ اپنی بدنصیبی پر روئیں کہ شفاعت تو کیا بلکہ آپ انکی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔

(ج) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ عادت یا طریقہ مجوسیوں اور غیر مسلموں کا ہے۔

(د) اس سے اس بات کی تصدیق بھی ہوگئی کہ داڑھی کاٹنا مشرکین کا شعار ہے اور اس کا عملی ثبوت ملا۔ اس لئے وہ دو شخص جن کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں انہوں نے بادشاہ کسریٰ کو اپنا رب کہہ دیا اور اس کے حکم کی اتباع کو اپنے اوپر لازم سمجھا جیسا کہ مسلمانوں کو حقیقی رب العالمین کے حکم کی اتباع کو لازم سمجھنا چاہیئے۔

(ہ) اور ظاہر ہوا کہ داڑھیوں کو بڑھانا اور مونچھیں کاٹنا رب العالمین کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کی ظاہر مخالفت کرنے والوں کی عاقبت کیا ہوگی؟ وہ خود ہی سوچ لیں۔

(و) وہ دونوں شخص جو آپ ﷺ کی طرف بھیجے گئے تھے وہ کسی اچھے مقصد کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ بادشاہ کے حکم سے آپ

ﷺ کے خلاف وارنٹ لے کر آئے تھے اور آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جانے والے تھے جیسا کہ پوری روایت میں مذکور ہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے حق گوئی میں پس وپیش نہیں کیا اور اس سے داڑھی کی اہمیت کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں۔

(ز) آج کل کئی لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی داڑھیاں مونڈھتے اور کاٹتے ہیں اور اس محبت کے دعوے میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

تَعْصِی الرَّسُولَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ

هٰذَا لَعَمْرِیُ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعُ

لَوْ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهُ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف ان کی نافرمانی کرتے ہوئے زندگی گواہ ہے کہ یہ انتہائی عجیب بات ہے جو عقل میں نہیں آتی اگر تو اس محبت کے دعوے میں سچا ہوتا تو آپ ﷺ کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا تابعدار ہی ہوتا ہے۔

(ح) داڑھی کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کا یہ خطاب غیر مسلموں کے ساتھ تھا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ داڑھی کو کاٹنا اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے اس لئے اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ (حدیث نمبر ۹ میں) گزرا ہے

۔

فائدہ: اس قسم کا واقعہ مرسل سند سے مصنف ابن ابی شیبہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تابعی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

۱۱۔ «جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوسِ اِلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ وَقَد حَلَقَ لِحُیَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا دِیْنُنَا قَالَ : فِی دِیْنِنَا أَنْ نَجُزَّ الشَّارِبَ وَأَنْ نُعْفِیَ اللِّحٰی»

[ ابن ابی شیبة ۸/۳۷۹ ]

''مجوسیوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس نے اپنی داڑھی مونڈھی اور اپنی مونچھ بڑھائی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا کہ یہ ہمارا دین ہے۔ آپ نے فرمایا: ''لیکن ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ ہم مونچھیں کاٹتے ہیں اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں۔''

## تشریح:

تابعی تک اس سند کے سب راوی ثقہ اور معتبر ہیں یہ روایت مرسل ہے لیکن متابعت اور شہادت کے لئے کافی ہے۔ اس کے لئے ایک

اورمرسل شاہد ہے جسے امام حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اَلْمَطَالِبُ الْعَالِيَةُ بِزَوَائِدِ الْمَسَانِيْدِ الثَمَانِيَةِ (۳۸۴/۲) بَابُ اِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ اللِّحيَةِ مِنْ كِتَابِ اللِّبَاسِ)) میں ذکر کیا ہے اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا دین داروں کا کام ہے اور اس کو مونڈھنا یا کاٹنا بے دین لوگوں کا شعار ہے اور بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہوا کہ داڑھی رکھنا دینی مسئلہ نہیں صرف عادت ہے اس کی تابعداری لازم نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا متعدد احادیث میں حکم دینا خود بڑا ثبوت ہے کہ یہ دینی کام ہے۔

مودودی صاحب ''رسائل ومسائل'' (۱۴۶/۱) میں ایک انگریز نومسلم کا واقعہ لکھتے ہیں جس نے اسلام کا اچھا مطالعہ کرنے کے بعد اس کو قبول کیا تھا قبول اسلام کے بعد اس نے داڑھی مونڈھنی چھوڑ دی بعض لوگ جو اس طرح علم دین سے کافی ناواقف تھے جیسے آپ کے یہ عزیز ہیں کہنے لگے کہ داڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ضروری کام تو نہیں ہے پھر کیوں خواہ مخواہ آپ نے داڑھی مونڈھنی چھوڑ دی اس نے جواب دیا میں ضروری اور غیرضروری کی تقسیم نہیں جانتا میں بس یہ جانتا ہوں کہ پیغمبر علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔جب میں نے پیغمبر ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تو حکم بجالانا میرا فرض ہے کسی ماتحت کا یہ کام نہیں ہے کہ افسر (Higher Authority) کے احکام میں سے کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے۔

مقام غور ہے کہ غیر مسلم اسلام قبول کرنے سے ہی اسلام کے حکم کی اہمیت کو جان لیتا ہے اور بغیر کسی پس وپیش اور چون وچرا کے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو کئی پشتوں سے مسلمان کہلاتے ہیں ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کوئی اہمیت نہیں اور طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں ان کو اسی واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

## داڑھیاں کٹوانا یہود ونصاریٰ کا عمل ہے

۱۲۔((عَنْ أَبِى اُمَامَةَ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ؟ قَالَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ))

[ مسند احمد ٢٦٤/٥، ٢٦٥ ]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل کتاب داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''تم لوگ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔''

## تشریح:

اس روایت میں بھی امر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ داڑھیوں کو کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا اہل کتاب کا طریقہ ہے اور ان کے ساتھ مشابہت ہے۔

## سنت چھوڑنے والا ہم میں سے نہیں:

۱۳۔﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَهَا قَالَ وَقُصُّو الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى وَلَا تَمْشُوا فِي الْاَسْوَاقِ اِلَّا وَعَلَيْكُمُ الْاِزَارُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ سُنَّةَ غَيْرِنَا﴾

[ رواه الطبرانی فی الاوسط ومجمع الزوائد: ٥/٦٨ ]

”ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور بغیر تہ بند کے بازاروں میں نہ چلا کرو اور جو ہمارے غیر کے طریقے پر عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

ناظرین! ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں مگر ایماندار اور سمجھ دار کے لئے اس قدر کافی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی اتنی احادیث سن کر کبھی بھی آپ ﷺ کے حکم اور سنت کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے اس طرح خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عمل رہا ہے۔

۱٤۔﴿عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ مُسْلِمٍ :قَالَ رَأَيْتُ خَمْسَةً مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَيُعْفُوْنَ لِحَاهُمْ وَيُصَفِّرُوْنَهَا ،أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، وَالْحَجَّاجَ بْنَ عَامِرٍ الثُّمَالِيَّ، وَالْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ ،وَعُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ ﴾

”شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے کہ میری رسول اللہ ﷺ کے پانچ صحابہ سے ملاقات ہوئی میں نے دیکھا کہ وہ مونچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے تھے اور ان کو رنگ کرتے تھے۔(۱)ابوامامہ باہلی (۲) حجاج بن عامر ثمالی (۳) مقدام بن معدیکرب (۴)عبداللہ بن بسر (۵)عتبہ بن عبد سلمی۔

علامہ نورالدین ہیثمی مجمع الزوائد(۵/۱۶۷) میں فرماتے ہیں کہ اسْنَادُہٗ جَیِّدٌ یعنی اس روایت کی سند جید (بہتر) ہے۔

﴿عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّهُ رَاى أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ وَأَبَا أُسَيْدٍ الْبَدَرِيَّ وَرَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَأْخُذُوْنَ مِنَ الشَّوَارِبِ كَأَخْذِ الْحَلْقِ وَيُعْفُوْنَ اللِّحٰى ﴾

[ رواه الطبرانی و مجمع الزوائد ٥/١٦٦]

”عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے سات صحابہ (۱)ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۲) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۳)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۴)سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (۵)ابواسید البدری رضی اللہ عنہ (۶)رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ (۷)انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو

دیکھا کہ وہ مونچھیں اس طرح کاٹتے تھے گویا کہ مونڈھی ہوئی ہیں یعنی اچھی طرح کاٹتے تھے اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور چھوڑتے تھے۔"

نیز عثمان بن مظعون، ابوذر غفاری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں بھی تھیں۔

[ سير اعلام النبلاء للذهبي :١/١٣٣، ١١٧، ١١٥ ]

## الحاصل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل تھا کہ پس جو لوگ داڑھیاں مونڈھتے ہیں یا کاٹتے ہیں وہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ہیں اور نہ صحابہ کے راستہ پر۔

## فصل:

بعض لوگ ایک روایت سے داڑھی کاٹنے کے جواز کے لئے استدلال کرتے ہیں جس کو نقل کرکے اس کی حقیقت ظاہر کی جاتی ہے۔

«اَخْرَجَ التِّرمَذِی فِیْ سُنَنِهٖ بَابُ مَا جَاءَ فِی الْأَخذِ مِنَ اللِّحْيَةِ مِنْ اَبْوَابِ الْاِسْتِيْذَانِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا»

[ جامع الترمذی حديث :٢٧٦٢ ]

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی مبارک کے عرض وطول سے کچھ لیتے یعنی کاٹتے تھے۔"

لیکن یہ روایت قطعاً صحیح نہیں بلکہ مردود اور باطل ہے۔ خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے جس کا کوئی اصل نہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۱۰/۳۵۰) میں امام موصوف سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمر بن ہارون بلخی ہے جسے تقریب میں متروک کہا گیا ہے۔ امام یحیٰی بن معین اس کو کذاب خبیث کہتے ہیں اور صالح جزرہ کذاب کہتے ہیں اور ابن مہدی، احمد بن حنبل، نسائی اور ابو علی نیشاپوری اس کو متروک کہتے ہیں اور ابوداؤد غیر ثقہ اور علی بن مدینی اور دارقطنی "ضَعِيْفٌ جِدًا" کہتے ہیں (میزان الاعتدال ۳/ ۲۲۸) اور صالح بن محمد بھی اس کو متروک کہتے ہیں۔ ابو نعیم کہتے ہیں:

«حَدَّثَ بِالْمَنَا كِيْرِلَا شَيْئٌ»

یعنی یہ شخص "یعنی عمر بلخی" کوئی چیز نہیں ہے منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں:

«يَرْوِیْ عَنِ الثِّقَاتِ الْمُعْضَلَاتِ وَ يَدَّعِیْ شُيُوْخًا لَمْ يَرَهُمْ»

یعنی معتبر راویوں سے معضل روایات لاتا ہے۔ اور ایسے استادوں سے روایت کا دعویٰ کرتا ہے جن کو اس نے دیکھا تک نہیں۔

"ابن سعد" کہتے ہیں کہ:

"تركوا حديثه"

یعنی محدثین نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔ نیز "جریر علیہ الرحمۃ" ایک روایت میں اس کو جھوٹا کہتا ہے۔ "امام احمد علیہ الرحمۃ" کہتے ہیں کہ میں اس سے روایت نہیں کروں گا۔ "ابن مہدی علیہ الرحمۃ" کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ "التھذیب" (۵۰۲/۷ تا ۵۰۵) پس جس شخص پر اتنی جرح ہو تو اس کی روایت قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ اس کی اس روایت کو حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" (۲۲۹/۳) میں راوی "عمر بن ہارون" کی منکر روایات میں شامل کیا ہے۔ منکر روایت اس کو کہتے ہیں جس کا راوی باوجود ضعیف اور مجروح ہونے کے ثقات اور معتبر راویوں کے خلاف روایت لائے۔ جیسا کہ فن مصطلح کی کتابوں "شرح النخبه" وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس روایت کا راوی عمر بن ہارون بلخی باوجود خود ضعیف اور مجروح ہونے کے بے شمار صحیح روایات جن کو ثقات اور معتبر راوی نقل کرتے ہیں ان کے خلاف نقل کرتا ہے، جن میں صریح بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود داڑھی مبارک بڑھائی اور چھوڑی ہوئی تھی اور بڑھانے کا حکم دیا اور کاٹنے سے منع فرمایا تھا۔ اس لئے اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں۔ امام ابن الجوزی "العلل المتناهيه" (۱۹۷/۲) میں فرماتے ہیں

«هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَثْبُتُ عَنْ رَسُوْ لِ اللّٰهِ ﷺ»

یعنی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بعض صحابہ سے حج کے موقع پر داڑھی کے کچھ بال کاٹنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن اوّلاً رسول اللہ ﷺ کا حکم عام ہے اور مطلق چھوڑ دینے کا امر ہے اس کے خلاف کسی کا قول یا عمل قابل قبول نہیں ہوسکتا اس لئے امام نووی شرح مسلم (۱۲۹/۱) میں فرماتے ہیں:

« اَلْمُخْتَا رُ تَرْكُ اللِّحْيَةِ عَلىٰ حَا لِهَا وَ أَنْ لَا يَتَعَرَّضَ لَهَا بِتَقْصِيْرِ شَيْءٍ أَصْلاً »

یعنی سب اقوال میں پسندیدہ یعنی صحیح قول یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور اس میں سے بالکل کچھ نہ کاٹا جائے۔

"تحفۃ الاحوذی" (۱۱/۴) میں ہے:

«وَأَمَّا قَولُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ إِذَا زَادَ عَلَى الْقُبْضَةِ يُؤْخَذُ الزَّائِدُ وَاسْتَدَلَّ بِآثَارِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَ ضَعِيفٌ لِأَنَّ أَحَادِيثَ الْإِعْفَاءِ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِيْحَةَ تَنْفِي هٰذِا لْآثَارَ فَهٰذِهِ الْآثَارُ لَا تَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُودِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الْمَرْفُوْعَةِ الصَّحِيْحَةِ فَاَسْلَمُ الْأَقْوَالِ هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ أَحَادِيثِ الْإِعْفَاءِ وَكَرِهَ أَنْ يُؤْخَذَ شَيْءٌ مِّنْ طُولِ اللِّحيَةِ وَعَرْضِهَا وَاللّٰهُ تَعَالىٰ أَعْلَمُ»

"یعنی بعض لوگ جو ابن عمر، عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنھم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے زائد کاٹ دینی چاہئے یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نقل شدہ مرفوع احادیث ان کی نفی کرتی ہیں یعنی ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم

ہے۔پس ان احادیث کے مقابلے میں ان آثار یا اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔جبکہ صریح احادیث موجود ہیں پس سلامتی والا طریقہ ان ہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے اور اس کے طول وعرض سے کچھ بال لینا برا فعل ہے۔''

ناظرین! بعض لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت یعنی داڑھی کا حلیہ اس طرح بگاڑتے ہیں کہ اس کے نیچے یا اوپر کچھ مونڈ ھتے ہیں اور اس کو خط بنانے کا نام دیتے ہیں حالانکہ مذکورہ احادیث میں جو رسول اللہ ﷺ کا حکم اور امر وارد ہوا ہے اس کے خلاف ہے بلکہ کھلی نافرمانی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بالکل چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے اور کاٹنا خواہ نوچنا الفاظ احادیث کے صریح خلاف ہے جس میں ''اِعْفَاء'' ''اِرْخَاء'' ''اِرجَاء'' اور ''تَوْفِیر'' کا حکم ہے ان سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کرنا اور ''اللِّحْیَةِ (داڑھی) کا لغوی معنی یہ ہے کہ'' شَعْرُ الْخَدَّیْنِ وَالذَّقَنِ'' یعنی دونوں گالوں اور تھوڑی کے بال جیسا کہ مشہور کتاب تاج العروس شرح القاموس (۳۲۳/۱۰)،لسان العرب لابن منظور الافریقی (۲۵۳/۱۵) مجمع بحار الانوار للفتنی (ص۲۵۰ج۳) وغیرہ کتب میں مذکور ہے اور اسی طرح شروح الحدیث فتح الباری وغیرہ کتب میں مذکور ہے پس یہ سب بال داڑھی میں شامل ہیں۔جن میں کہیں سے بھی کچھ لینا، کاٹنا یا نوچنا حکم نبوی ﷺ کے مخالف ہونے کی رو سے حرام ہے۔

فصل: جب ثابت ہوا کہ داڑھی کا بڑھانا فطری فعل ہے یعنی اس میں انسانیت کا کمال ہے پس بعض لوگوں کا یہ قول کہ لمبی داڑھی چھوڑنا بے عقلی کی علامت ہے انتہائی جسارت اور بے ادبی ہے۔ثانیاً جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مردوں کے لئے خاص بنائی ہے اور مردوں اور عورتوں کے درمیان اس سے فرق ہوتا ہے اور عورتوں کو کم عقل شمار کیا گیا ہے جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ (۳/ ۳۶۸) میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ لِشَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلٰى قَالَ ذٰلِكَ لِنُقْصَانِ عَقْلِهِنَّ»

''عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: یہ ان کی کم عقلی کی وجہ سے ہے۔''

اور یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔جیسا کہ درمنثور (۳۷۱/۱) میں مذکور ہے اور قرآن کریم میں دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار دیا گیا ہے،جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ﴾

[ البقرہ آیت:۲۸۲ ]

''پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔''

پس ثابت ہوا ان کی عقل ناقص ہے لہذا داڑھی کا بڑھانا عقل کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ کم عقلی کی۔بلکہ جنّوں اور انسانوں میں سب سے زیادہ عقل والے انبیاء علیہم السلام تھے اس لئے ان کے سر پر تاج نبوّت رکھا،ارشاد ربانی ہے:

﴿اللّٰهُ أَعلَمُ حَيثُ يَجعَلُ رِسَالَتَهُ﴾

[ الانعام: ١٢٤ ]

''اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت سپرد کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے۔''

اور پہلے بیان ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی داڑھیاں بڑھی ہوئی تھیں۔ اس سے ان لوگوں کا وہم وگمان باطل ثابت ہوا۔ کیا کوئی مسلمان ایسا گمان کرسکتا ہے؟ یا اس کو کرنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسی عظیم نعمت وامانت (معاذ اللہ) بے عقلوں یا کم عقلوں کے سپرد کردی۔

((مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ))

نیز سید الانبیاء والمرسلین خاتم الانبیاء محمد ﷺ جو کہ علی الاطلاق سب لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں آپ کی داڑھی مبارک لمبی تھی اور دونوں طرف سے سینہ بھرتی تھی، جیسا کہ شروع میں شمائل ترمذی کی حدیث گزری ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم (كتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوة و صفتة...... حدیث:۲۳۴۴) میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((وَ كَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ))

اور شمائل ترمذی (باب ما جاءَ في خَلْقِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ) میں ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ:

((كَانَ كَثَّ اللِّحْيَةِ))

اور مسند احمد (۱/۱۲۷) میں علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

(( ضَخْمُ اللِّحْيَةِ))

اور زیادات مسند عبداللہ (۱/۱۱۸،۱۶۱) میں ہے ''عَظِيْمُ اللِّحيَةِ'' اور ''دلائل النبوة للبيهقى میں لفظ عَظِيْمُ اللِّحْيَةِ'' اور دوسرے طریق سے ہے: ''كَثُّ اللِّحْيَةِ'' اور اسی لفظ سے ابونعیم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (البدایہ والنہایہ ۶/۱۸) ان الفاظ کا خلاصہ یہ ہے: آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی گھنی، زیادہ بالوں والی تھی۔ پس ایسا گمان کرنے والا جرأت نہیں کرسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں بھی ایسا ناپاک ارادہ رکھے یا ایسی فحش بات بولے۔ ''نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ'' اور پھر صحابہ کرام جو افقہ الامت ہیں ان کی بھی داڑھیاں تھیں حالانکہ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی خصوصی جماعت بنائی جنہوں نے آپ ﷺ سے دین سیکھا اور سمجھا اور دوسروں تک پہنچایا جن کی داڑھیاں تھیں۔ اس لئے اس قسم کی بات کہنے والا خود بے عقل ہے۔ اور قاضی ابو یوسف کا قول ہے:

((مَنْ عَظُمَتْ لِحْيَتُهُ جَلَّتْ مَعْرِفَتُهُ))

[ قوت القلوب لابى طالب المكى ٤/٩ ]

یعنی جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی۔

اور بڑے بڑے علماء نے بھی داڑھی بڑھانے کو ضروری قرار دیا ہے اور اس کے مونڈنے کی مذمت کی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

رحمہ اللہ ''الاختیارات العلمیہ'' (ص۶) میں فرماتے ہیں:

((وَ یَحْرُمُ حَلْقُ اللِّحیَۃِ))

''یعنی داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے۔''

حنفی مذہب کے مشہور عالم ابن عابدین شامی (رد المحتار شرح الدر المختار ۲/۴۱۸) میں فرماتے ہیں:

((وَ یَحْرُمُ عَلَی الرَّ جُلِ قَطْعُ لِحْیَتِہٖ أَیْ حَلْقُھَا ))

یعنی مرد پر داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے۔اور مالکی مذہب کے مشہور عالم علامہ عدوی حاشیہ شرح رسالہ ابن ابی زید (۲/۴۱۱) میں فرماتے ہیں:

(( نُـقِلَ عَنْ مَالِكٍ کَرَاھَۃُ خَلْقِ مَاتَحْتَ الْحَنَكِ حَتّٰی قَالَ اِنَّہٗ مِنْ فِعْلِ الْمَجُوْسِ...... کَمَا یَحْرُمُ اِزَالَۃُ شَعْرِ اللِّحْیَۃِ))

یعنی امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ داڑھی کے نیچے بالوں کو مونڈھنا مکروہ ہے۔یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا: مجوسیوں کا فعل ہے جس طرح کہ داڑھی کے بال ہٹانا یا مونڈھنا حرام ہے۔امام حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ ''التمھید'' میں فرماتے ہیں:

((وَیَحْرُمُ حَلْقُ اللِّحْیَۃِ وَلَا یَفْعَلُہٗ اِلَّا الْمُخَنِّثُوْنَ مِنَ الرِّجَالِ))

یعنی داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے اور ہیجڑوں کے سوا کوئی مرد ایسا نہیں کرسکتا۔'' علامہ سفارینی غذا الالباب (۱/۳۷۶) میں فرماتے ہیں کہ:

(( اَلْمُعْتَدُّ فِیْ الْمَذْھَبِ حُرْمَۃُ حَلْقِ اللِّحْیَۃِ))

''یعنی ہمارے مذہب میں معتمد بات یہ ہے کہ داڑھی کا مونڈھنا حرام ہے۔''

## داڑھی بڑھانے کے فوائد:

شیخ ابوطالب المکی ''قوت القلوب'' (۴/۹) میں فرماتے ہیں:

((قَالَ بَعْضُ الْأُدَبَاءِ: فِیْ اللِّحْیَۃِ خِصَالٌ نَافِعَۃٌ مِنْھَا تَعْظِیْمُ الرَّجُلِ، وَالنَّظْرُ اِلَیْہِ بِعَیْنِ الْعِلْمِ وَالْوَقَارِ، وَمِنْھَا رَفْعُہٗ فِیْ الْمَجَالِسِ، وَالْإِقْبَالُ عَلَیْھِمْ، وَمِنْھَا تَقْدِیْمُہٗ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَتَعْقِیْلُہٗ وَفِیْھَا وِقَایَۃٌ لِّلْعِرْضِ یَعْنِیْ اِذَا اَرَادُوْا شَتْمَۃً عَرَّضُوا لَہٗ بِھَا فَوَقَتْ عِرْضُہٗ))

''یعنی بعض ادیبوں کا قول ہے کہ داڑھی بڑھانے میں کئی فوائد ہیں۔ مثلاً (1) لوگوں کی نظر میں داڑھی والے کی عزت ہوتی ہے اور اس کو علمی اور باوقار شخصیت سمجھا جاتا ہے۔(2) مجلسوں میں اس کی تعظیم کی خاطر اونچی اور نمایاں جگہ پر بٹھایا جاتا ہے اور سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔(3) جماعت وغیرہ میں اس کو آگے کیا جاتا ہے۔(4) اس میں عزت کی حفاظت ہے کیونکہ جب کوئی فحش گوئی پہ آتا ہے تو اس کی داڑھی دیکھ

کر اس کو شرم آتی ہے اس طرح اس کی عزت بچ جاتی ہے۔حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«وَاَمَّا شَعْرُ اللِّحْيَةِ فَفِيهِ مَنَافِعُ مِنْهَا الزِّينَةُ وَالْوَقَارُ وَالْهَيْبَةُ وَلِهٰذَا لَا يُرَى عَلَى الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الْهَيْبَةِ وَالْوَقَارِ مَا يُرىٰ عَلىٰ ذَوِى اللِّحى ومِنْهَا التَّمِييزُ بَيْنَ الرِّجَالِ»

[ التبيان فی أقسام الْقرآن ص ۲۳۱ ]

یعنی داڑھی کے بال بڑھانے میں کئی فوائد ہیں۔مثلاً اس میں مرد کی زینت ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے اور اس سے اس کی ہیبت ظاہر ہوتی ہے۔اس لئے بچوں اور عورتوں میں وہ ہیبت اور وقار دکھائی نہیں دیتا جو داڑھی والوں میں ہوتا ہے اس سے مرد اور عورت کے درمیان فرق اور پہچان ہوتی ہے۔

بعض لوگوں نے داڑھی بڑھانے کے طبی فوائد بتائے ہیں مثلاً یہ کہ (۱) بار بار ٹھوڑی اور گالوں پر استرا پھرانا بصارت کو بڑا نقصان دیتا ہے اور اس دائمی عمل سے آہستہ آہستہ نظر کم ہو جاتی ہے اور داڑھی والے اکثر اس سے محفوظ رہتے ہیں۔(۲) داڑھی گلے اور سینہ تک ضرر دینے والے جراثیم سے مانع ہے۔(۳) مسوڑھوں کے عوارض اور تکالیف سے کافی محفوظ رکھتی ہے۔(۴) داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تر و تازہ رہتی ہے جس طرح زمین پانی سے،اور داڑھی مونڈھنے والا اس فائدے سے محروم رہتا ہے۔(وجوب اعفاء اللحية للكاندهلوی ص۳۲۔۳۳) نیز ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب (خاندانی علاج ص۵۱۳) میں مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

ناظرین! سب سے بڑا فائدہ اس میں یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم بھی دیا ہے اور آپ ﷺ کی سنت اور حکم کی تابعداری کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

[ آل عمران آیت:۳۱ ]

”آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم میرے پیچھے چلو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔پس جو مسلمان داڑھی رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔“

# داڑھی کے متعلق مولانا مودودی کا نظریہ

ناظرین! آخر میں جناب مودودی صاحب نے اس سنت کی جو توہین کی ہے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ صاحب موصوف رسائل و مسائل (۱/ ۱۴۵) میں فرماتے ہیں: اور خصوصاً فسق کی آخر وہ کیا تعریف کرتے ہیں جس کی بناء پر ان کی تعین کردہ مقدار سے کم داڑھی رکھنے پر فاسق کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ مجھے سخت افسوس ہے کہ بڑے بڑے علماء خود حدود شریعہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو صریحاً حدود شریعہ سے متجاوز ہیں۔

اور کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں ''میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واضح نہیں ہوتا '' (ص ۱۵۱ بحوالہ ترجمان القرآن ربیع الاول، جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ مارچ جون ۱۹۴۵ء نیز ص ۲۴۸ تا ۲۵۵ میں بحوالہ ترجمان القرآن صفر ۱۳۶۵ھ جنوری ۱۹۴۶ء میں ایک فتویٰ مع سوال و جواب مذکور ہے جس سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

نمبر۱۔ آپ کا یہ خیال کہ جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول ﷺ ہے یا اسوہ رسول ﷺ ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادتِ رسول ﷺ کو بعینہ وہ سنت سمجھ رہے ہیں جس کے جاری کرنے کے لئے نبی اور دوسرے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے۔

نمبر۲۔ سنت کے متعلق عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے۔ سنت دراصل اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث کیا تھا۔ اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی ﷺ نے بحیثیت ایک انسان ہونے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کئے۔ یہ دونوں چیزیں کبھی ایک ہی عمل میں مخلوط ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں یہ فرق کرنا کہ اس عمل کا کون سا جز سنت ہے اور کون سی عادت۔ بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ آدمی اچھی طرح دین کے مزاج کو سمجھ چکا ہو۔ اصولی طور پر یوں سمجھئے کہ انبیاء علیہم السلام انسان کو اخلاق صالحہ کی تعلیم دینے اور زندگی کے ایسے طریقے سکھانے کے لئے آتے رہتے ہیں جو '' فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا '' کے ٹھیک ٹھاک منشاء کے مطابق ہوں اور ان اخلاقی اور فطری طریقوں میں ایک چیز تو روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور دوسری چیز قالب و مظہر کی حیثیت بعض امور میں روح اور قالب دونوں اسی شکل میں مطلوب ہوتے ہیں۔ جس شکل میں نبی اپنے قول و عمل سے ان کو واضح کرتا ہے۔ اور بعض امور میں روح اخلاق اور فطرت کے لئے نبی ﷺ اپنے تمدنی اور اپنے مخصوص مزاج کے لحاظ سے ایک خاص عملی قالب اختیار کرتا ہے اور شریعت کا مطالبہ ہم سے صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس روح اخلاق و فطرت کو اختیار کریں۔ رہا وہ عملی قالب جو پیغمبر ﷺ نے اختیار کیا تھا اسے اختیار کرنے یا نہ کرنے کی شرعاً آزادی

ہوتی ہے۔ پہلے قسم کے معاملات میں سنت وہ روح اخلاق وفطرت ہے جو شریعت میں مطلوب ہے نہ کہ وہ عملی قالب جو صاحب شریعت نے اس کے اظہار کے لئے اختیار کیا۔

نمبر۳۔اسی طرح داڑھی کے معاملے میں جو شخص حکم کا یہ منشاء سمجھتا ہو کہ اسے بلانہایت بڑھنے دیا جائے وہ اپنی رائے پر عمل کرے اور جو شخص کم سے کم ایک مشت کے حکم کا منشا پورا کرنے کے لئے ضروری سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے اور جو شخص مطلقاً داڑھی رکھنے کو (بلا قید مقدار) حکم کا منشاء پورا ہونے کے لئے کافی سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ان تینوں گروہوں میں سے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ استنباط واجتہاد سے جو رائے اس نے قائم کی ہے وہی شریعت ہے اور اس کی پیروی سب لوگوں پر لازم ہے ایسا کہنا اس چیز کو سنت قرار دینا ہے جس کے سنت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور یہی وہ بات ہے جس کو میں بدعت کہتا ہوں۔ رہا یہ استدلال کہ نبی ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس حکم پر خود ایک خاص طرح کی داڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بھی بتا دی لہذا احدیث سے حضور ﷺ کی جتنی داڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی ہی داڑھی رکھنا سنت ہے تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ نے ستر عورۃ کا حکم دیا ہے اور ستر چھپانے کے لئے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کرنے کا بتا دیا لہذا! اس طرز کے لباس سے تن پوشی کرنا سنت ہے۔ اگر یہ استدلال درست ہے تو میرے نزدیک آج متبعین سنت میں سے کوئی شخص بھی اس کا اتباع نہیں کر رہا ہے، جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تمدن و معاشرت میں ایک چیز وہ اخلاقی اصول ہیں جن کو زندگی میں جاری کرنے کے لئے نبی ﷺ تشریف لائے تھے اور دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی ﷺ نے ان اصولوں کی پیروی کے لئے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور ﷺ کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں، کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانے کے حالات پر جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی اقوام اور تمام لوگوں کے لئے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔

قارئین! ان عبارات کو غور سے پڑھیں یہاں چند باتیں قابل غور ہیں۔ سنت اور عادت میں فرق کرنا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سب عادتیں اور خصلتیں ہمارے لئے سنت ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

[الاحزاب آیت:۲۱]

''تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔''

اور یہاں یہ فرق نہیں بتایا گیا کہ آپ کا فلاں کام اس ''عمدہ نمونہ'' میں داخل نہیں ہے۔ یہ تفریق ایک قسم کی نئی تشریح ہے جس سے بے دین اور ملحد لوگوں کے لئے ایک دروازہ کھل جاتا ہے، جو کام ان کو پسند نہ آئے آپ ﷺ کی عادت کہہ کر غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔

(۲) اور اس قاعدے پر داڑھی کے مسئلے کو متفرع کیا گیا ہے حالانکہ اس کے لئے پھر جدا دلیل چاہئے کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ ﷺ کی صرف عادت تھی یا شرعی عمل تھا اس کے لئے کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ آپ کا عمل تھا نہ کہ محض عادت۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خود مودودی صاحب نے بھی اپنے بیان میں اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی چھوڑنے کا حکم دیا ہے یہ خود زبردست دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت فتنے اور عذاب کا موجب ہے جیسا کہ پہلی دو

احادیث کی تشریح میں سورۂ نور کی آیت گزری۔

ثَانِیًا: جب کہ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی کاٹنے والوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱ میں گزرا یہ خود بڑی دلیل ہے کہ یہ شرعی حکم تھا نہ کہ محض آپ کی عادت تھی۔

ثَالِثًا: داڑھی کاٹنے کو مشرکین اور مجوسیوں کا شعار کہا گیا ہے جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے اس سے ثابت ہوا کہ داڑھی چھوڑنا اسلامی شعار ہے اور اس کو محض عادت کہنا اسلامی شعار کی توہین کے برابر ہے۔

رَابِعًا: آپ ﷺ نے مشرکین اور مجوسیوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیتے ہوئے داڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کاٹنے کا حکم فرمایا اس سے ظاہر ہے کہ یہ شرعی عمل ہے اس کو محض عادت کہنا شرعی عمل کو گرانے اور مٹانے کے مترادف ہے۔

خَامِسًا: حدیث نمبر ۱۱ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان گزرا کہ میرے پروردگار نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ محض آپ ﷺ کی عادت نہ تھی بلکہ رب العالمین کے فرمان کی تعمیل تھی۔ اور اس سے ان لوگوں کا خیال بھی رد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے رواج کی متابعت کرتے ہوئے داڑھی بڑھائی تھی۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اس طرح کیا۔

سَادِسًا: اس کو فطرت میں شمار کرنا خود دلیل ہے کہ داڑھی بڑھانا اس دین کا جزو ہے جس کو رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔

سَابِعًا: داڑھی بڑھانا ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں تھا اس لئے اس کو محض عادت نہیں کہا جاسکتا۔

ثَامِنًا: یہ بھی ثابت ہوا کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی داڑھیاں بھی بڑھی ہوئی تھیں پس اس کو صرف عادت کہنے والے یہ سوچیں کہ یہ کسی خاص قوم یا سوسائٹی کی عادت نہیں بلکہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کی عادت ہے پس اگر وہ بھی شرعی عمل نہیں تو پھر کس چیز کا یہ نام ہے۔

(۳) اس مضمون میں 'فِطْرَتَ اللّٰہِ' کا بھی ذکر ہے اور اوپر بیان ہوا ہے کہ داڑھی بڑھانا بھی فطرت اور ان نیک کاموں میں سے ہے جن کے سکھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔

(۴) روح اور قالب کی بھی عجیب مثال ہے حالانکہ قالب کی خوبی یا برائی روح کی خوبی یا برائی پر موقوف ہے۔ اور خاص طور پر اللہ کے رسول ﷺ جن کا قالب اور روح دونوں یقیناً صاف اور سب قالبوں اور روحوں سے اعلیٰ ہے پس آپ ﷺ کی ظاہری شکل اور قالب آپ ﷺ کی صفائی پر مبنی ہے اور اگر ہم آپ ﷺ کے ظاہری قالب کی پیروی سے آزاد ہیں تو باقی کون سی ہم پر پابندی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تو آپ ﷺ کے ظاہری قالب کو ہی دیکھتے تھے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«حَتّٰی اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَی الْبَیْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰی مَدِّبَصَرِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِنْ رَاکِبٍ وَمَاشٍ، وَعَنْ

يَـمِيْـنِـهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰالِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاوِيْلَهٗ وَمَا عَمِلَ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهٖ»

[ صحيح مسلم، كتاب الحج ،باب حجة النبیﷺ ،حديث :١٢١٨ ]

''میدان بیداء میں جب آپﷺ کی سواری آپﷺ کو لے کر اٹھی تو میں نے آپﷺ کے آگے دائیں بائیں اور پیچھے دیکھا تو میری نظر کی پہنچ تک سوار اور پیدل آدمی تھے آپﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپﷺ پر ہی قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپﷺ ہی اس کی تفسیر اور مراد کو جانتے تھے ہم تو وہی عمل کرتے تھے جس طرح آپﷺ کرتے تھے۔'' ثابت ہوا کہ آپﷺ کا ظاہری قالب دنیا کے لئے نمونہ تھا۔''

(۵) داڑھی کی بابت جو تین صورتیں مودودی صاحب نے بیان کی ہیں وہ محض خیالی اور دماغی اختراع کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ حدیث میں تو صرف ''اِعفاء'' یعنی داڑھی چھوڑنے کا حکم ہے یہی ایک صورت صحیح ہے اور اس کو استنباط کہنا غلط ہے کیونکہ یہ صریح نص ہے، البتہ باقی دو صورتیں یعنی قبضہ کے برابر یا کوئی نہ کوئی مقدار ان دونوں صورتوں کو استنباط کہا جائے تو اور بات ہے اور یہ با قاعدہ مسلّم ہے کہ نص کے مقابلے میں استنباط کوئی چیز نہیں ہے اس سے چھوٹی داڑھی والے یا کٹوانے والے تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن اہل تحقیق کے نزدیک اس کی قدر و قیمت نہیں ہے کیونکہ یہاں نص صریح موجود ہے۔

(۶) یہ بھی عجیب بات ہے کہ داڑھی چھوٹی یا بڑی ہونے میں کوئی فرق نہیں حالانکہ رسول اللہﷺ نے بالکل چھوڑ دینے بڑھانے اور زیادہ کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ گزرے تو پھر اس کو گھٹانے یا چھوٹی کرنے سے بہت بڑا فرق اور حکم کی مخالفت لازم آتی ہے۔

(۷) رسول اللہﷺ کی داڑھی مبارک کے برابر داڑھی بڑھانے کو سنت نہ کہنا خود سنت پر سنگین حملہ ہے۔

(۸) جب کہ رسول اللہﷺ نے داڑھی کو منڈوانے یا کٹوانے کو مجوسیوں اور مشرکوں کا خاصہ بتلایا ہے اور پھر ہمیں داڑھی چھوڑنے اور بڑھانے کا حکم دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپﷺ جن رسوم کی اصلاح کرنے کے لئے تشریف لائے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ پس اس پر اعتراض کرنا دشمنی یا کم از کم، کم فہمی ہے۔

(۹) رسول اللہﷺ کے سب کاموں کو سنت کہنے کے عقیدے کو غلط کہنا اپنی طرف سے سنت میں تقسیم کرنی ہے جس کی اجازت رسول اللہﷺ کے بعد کسی کو حاصل نہیں۔

(۱۰) نیز یہ کہنا کہ سنت میں سے دو حالتیں خارج ہیں۔ (۱) جو کام رسول اللہﷺ نے بحیثیت انسان ہونے کے کئے ہیں۔ (۲) یا وہ جو کہ آپﷺ نے اس حیثیت سے کئے کہ آپﷺ خاص اس دور میں تھے جبکہ وہ کام مروج تھے یہ قاعدہ انتہائی خطرناک ہے کئی کام ایسے حیلوں کے ذریعے روکے جا سکتے ہیں۔

اولاً: یہ تخصیص شرعی دلائل کی بنیاد پر نہیں ہے۔

ثانیاً: آپ ﷺ کی پوری زندگی کو امت کے لئے اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے اور ان میں سے صرف وہی چیز خاص ہوسکتی ہے جس کی تخصیص کے لئے قرآن یا حدیث میں کوئی نص موجود ہو اور یہاں ایسی کوئی نص موجود نہیں۔

ثالثاً: واقعی رسول اللہ ﷺ ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے جس میں عقیدہ عمل اور عبادت بلکہ پوری زندگی کی بابت کئی رسمیں اس دور کے لوگوں میں موجود تھی جن میں کئی آپ ﷺ نے ردفرمائیں اور مٹادیں اور کچھ رسومات بحال بھی رکھیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ داڑھی کو بڑھانا صرف عربوں کی رسم تھی لیکن آپ ﷺ نے اس کو نہیں مٹایا اور اگر بات صرف اس قدر ہوتی تو کہا جاسکتا کہ داڑھی بڑھانا جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس رسم کو نہیں مٹایا لیکن یہاں تو حکم اور تاکید موجود ہے بلکہ آپ ﷺ اس کو فطرت میں شمار کررہے ہیں اور داڑھی مونڈھے کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتے جس سے ہر ایک مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ عربوں کی رسم نہیں بلکہ ایک شرعی عمل ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

(۱۱) جس کام کے لئے رسول اللہ ﷺ حکم دیں اس پر آپ ﷺ کا عمل ہوا یسے حکم کی تکمیل کے لئے اور کون سا واضح ثبوت ہوسکتا ہے پس ایسے حکم کو کسی اعتبار میں نہ لانا دورجدید کی شریعت ہے۔

(۱۲) جو تین صورتیں داڑھی کی بابت ذکر کی گئی ہیں ان کے متعلق مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی رائے پر عمل کرے۔ یہ بھی عجیب فتویٰ ہے جبکہ نص نبوی ﷺ صریح موجود ہے کہ ''اَعْفُوا اللّحیٰ'' پھر بھی ہر ایک اپنی رائے کو استعمال کرے جس کا معنی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مسلمانوں کے لئے کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ ''نَعُوْذُ بِااللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ''

(۱۳) دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ داڑھی بڑھانا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اور سنت ہے بلکہ آپ ﷺ کا حکم ہے پھر بھی مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ ان تینوں آراء میں سے کسی کو شریعت نہیں کہا جاسکتا حالانکہ پہلی صورت یعنی داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا تو حدیث کے الفاظ میں منصوص ہے پس اس کو بھی شریعت نہ کہنا جرأت عظیم ہے اور اس کو اپنی رائے کہنا حدیث کی توہین ہے۔

(۱۴) رسول اللہ ﷺ کے معمولات دو قسم کے بتلاتے ہیں جن میں سے ایک بقول مودودی وہ اعمال ہیں جو کہ آپ ﷺ کے اپنے مزاج اور شخصیت پر موقوف ہیں اور کچھ وہ جو کہ ایک ایسے معاشرہ میں موجود تھے جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے یہ سب کچھ آپ ﷺ کی شان کے خلاف بلکہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے بلکہ آپ ﷺ کی عصمت میں خلل پیدا کرنا ہے۔افسوس آپ ﷺ کو بھی ان دنیاوی لیڈروں کا مقام دیا گیا ہے جو کہ ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتے رہتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو ماحول کو اللہ تعالیٰ کی شریعت اور ضابطوں کے مطابق بنانے میں کوشاں رہے خود فرماتے ہیں:

(( بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ ))(الجامع الصغیر ۸/۲)

''میں نیک اور صالح اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

پس آپ ﷺ کے متعلق یہ گمان کرنا کہ آپ ﷺ نے اپنے طبعی پسند یا ماحول کے اثر کی وجہ سے یہ کام کئے آپ ﷺ کے متعلق سوءظنی اور فاسد گمان ہے۔

(۱۵)رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کے لئے یہ کہنا کہ سب لوگوں یا قوموں کے لئے یہ کام سنت بنانا مقصود نہ تھا اس آیت کے صریحاً منافی ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً﴾ [الاعراف:۱۵۸]

''آپ کہہ دیں کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

بلکہ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ [التين : ٤]

میں جمیع مسلمانوں کا خطاب ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحیح راستے پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!